

1992ء میں اقوام متحدہ نے جنرل اسمبلی کی قرارداد نمبر (47/135) کے تحت "قومی یا نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے حقوق کا اعلامیہ" منظور کیا۔ جس کے آرٹیکل 2 کے مطابق اقلیتی افراد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ذاتی اور عوامی سطح پر، آزادی سے بغیر کسی مداخلت اور تفریق کے اپنی ثقافت سے لطف اندوز ہوں، اپنے مذہبی عقائد کا اظہار اور ان پر عمل کر سکیں۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو یہ حق ہے کہ وہ موثر طریقے سے ثقافتی، مذہبی، سماجی، معاشی اور عوامی زندگی میں حصہ لیں۔ انہیں یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ قومی اور علاقائی سطح پر اقلیت سے متعلق فیصلہ سازی میں حصہ لیں۔ یہ شرکت قانون سے متصادم نہ ہو، اس اقلیت سے متعلقہ ہو جس کا وہ حصہ ہیں اور اس خطے سے متعلق ہو جس میں وہ رہتے ہیں۔

قومی یوم اقلیت: وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز گلیمٹ بھٹی (شہید) کی تحریک پر 2009ء میں حکومت پاکستان نے 11 اگست کو قومی یوم اقلیت کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔ جناب آئی اے رحمان صاحب نے ایک آرٹیکل میں لکھا کہ تمام پاکستانیوں کو یہ دن منانے کی ضرورت ہے جس سے معاشرتی تنوع اور ہم آہنگی پیدا ہوگی۔

قائد اعظم کی تقریر کے اہم نکات: بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے ایسے ملک کے قیام کے لیے جدوجہد کی جہاں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اقلیتیں بھی اپنی انفرادی پہچان رکھتے ہوئے امن و آشتی سے زندگی بسر کر سکیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے تین روز قبل قائد اعظم نے بحیثیت گورنر جنرل دستور ساز اسمبلی سے 11 اگست 1947ء کو خطاب میں بیان کیا "ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ملک کی ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک مملکت کے یکساں شہری ہیں۔ اگر آپ ماضی فراموش کریں اور تنازعات و باہمی اختلافات کو بھلا کر اشتراک کے جذبے سے کام کریں تو قطع نظر کہ آپ کا تعلق کس برادری سے ہے، ماضی میں آپ کے باہمی تعلقات کیسے تھے، آپ کا رنگ، نسل یا عقیدہ کیا ہے۔ آپ میں سے ہر ایک اس ریاست کا شہری ہے۔ آپ کے حقوق، استحقاق اور فرائض مساوی ہیں۔ ہمیں تعاون اور اشتراک کے جذبے سے کام کرنا ہوگا تاکہ اکثریتی اور اقلیتی برادریوں میں دوریاں ختم ہو سکیں۔ ہمیں مساوی شہریت کے آدرش کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور آپ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ ہندو، ہندو رہے گا، نہ مسلمان، مسلمان۔ مذہبی لحاظ سے نہیں، کیونکہ مذہب ہر شہری کا ذاتی معاملہ ہے بلکہ سیاسی اعتبار سے۔ مملکت پاکستان میں آپ آزاد ہیں، اپنے مندروں میں جائیں، اپنی مساجد یا کسی اور عبادت گاہ میں۔ آپ کا تعلق کسی مذہب، ذات یا عقیدے سے ہو، کاروبار ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔"



ادارہ برائے سماجی انصاف اور پیس اینڈ ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن نے قومی کمیشن برائے امن و انصاف، سیسل اینڈ آرٹس چوہدری فاؤنڈیشن، بائیس فار آل اور پیس فل پاکستان کے تعاون سے 10 اگست 2017ء کو لاہور میں قومی یومِ اقلیت کی مناسبت سے کنونشن کا انعقاد کیا جس میں تقریباً 400 افراد بشمول سیاسی، مذہبی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ کنونشن میں اقلیتوں کے حقوق، جدوجہد، خدمات اور مسائل کے حوالے سے دستاویزی فلمیں دکھائی گئیں۔ پروگرام کی نظامت نعمانہ سلیمان اور کاشف اسلم نے کی جبکہ ڈاکٹر فاروق ستار، قمرالزماں کارہ، جسٹس (ر) ناصرہ جاوید اقبال، امتیاز عالم، وجاہت مسعود، آسیہ ناصر، شہنشاہ روت، طارق گل، کانجی رام، فادر بونی مینڈس، بشپ عرفان جمیل، رومانہ بشیر، کشور شاہین اعوان اور پیٹر جیکب نے بطور مقررین اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تقریب کا آغاز قومی ترانے اور قائد اعظم کی 11 اگست 1947 کی تقریر کے اقتباس سے ہوا۔ ادارہ برائے سماجی انصاف کے ڈائریکٹر پیٹر جیکب نے ابتدائی کلمات میں کہا کہ اقلیت کی اصطلاح دنیا میں کسی بھی جغرافیائی حدود میں مذہبی، لسانی، ثقافتی اور دیگر کسی اعتبار سے کم تعداد میں بسنے والے افراد کے شمار کے لیے استعمال کی جاتی ہے تاکہ اُن کے لیے سہولیات و حقوق کی فراہمی، سیاسی و سماجی نظام میں شمولیت کے لیے موثر اقدامات کئے جاسکیں۔ اُنھوں نے کہا کہ قومی یومِ اقلیت کو منانے کا مقصد قائد کے اُس فرمان کو یاد کرنا اور متحد ہونا ہے جسے حکومتوں نے فراموش کر دیا۔ 11 اگست کا پیغام درحقیقت ریاست کو انتہا پسند عناصر سے آزاد کروانے کا ایجنڈا ہے جنھوں نے پاکستان کو یرغمال بنا رکھا ہے۔



پیس اینڈ ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن کی ڈائریکٹر رومانہ بشیر نے کہا کہ دستور پاکستان میں چند امتیازی آرٹیکلز موجود ہیں جو اکثریت اور اقلیت میں تفریق کا جواز فراہم کرتے ہیں جو ملکی قوانین اور سماجی رویوں میں عقیدے کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا موجب بنتے ہیں۔ اُنھوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ برطانیہ میں محمد صادق نے میئر منتخب ہونے کے بعد اپنے مذہب کے مطابق قرآن مجید پر حلف اٹھایا مگر پاکستان میں قانون ساز اداروں کے اقلیتی اراکین کوئی

متبادل موجود نہ ہونے کی وجہ سے اپنے عقیدے کی بجائے اکثریت کے مذہب کے مطابق حلف اٹھانے پر مجبور ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان میں جبری تبدیلی مذہب اور جبری شادی کے واقعات معمول ہیں جہاں جرم کو چھپانے کے لیے مذہب کا غلط طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا ملک میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور شہریوں کی مساوی حیثیت کے لیے حکومت کی جانب سے کئی مثبت اقدامات اٹھانا بھی باقی ہیں۔

چرچ آف پاکستان کے بشپ عرفان جمیل نے کہا کہ مسیحیوں و دیگر مذہبی اقلیتوں نے ملک کے مختلف شعبہ ہائے زندگی بالخصوص تعلیم، صحت، دفاع، کھیل و دیگر دفاعی خدمت کے کاموں میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ملک کو نفرت، امتیازی سلوک و دیگر معاشرتی برائیوں سے پاک کرنے کے لیے قائد کی تقریر کے اقتباس کو سرکاری دفتر، تعلیمی درسگاہوں اور قانون ساز اداروں کی دیواروں پر لگایا جائے تاکہ اُن کے پیغام پر عمل پیرا ہونے کے امکانات روشن ہوں اور مساوی بنیادوں پر قوانین اور پالیسیوں کی تشکیل اور نفاذ کی راہ ہموار ہو۔

کیٹھولک چرچ کے نمائندہ فادر بونی مینڈس نے کہا کہ مذہبی اقلیتوں کے تحفظ سے متعلق 11 جون 2014ء کے عدالتی فیصلے میں وفاقی و صوبائی حکومتوں کو نصابی کتب سے تعصبات حذف کرنے، اقلیتوں کے لیے مختص ملازمت کوٹے کے موثر نفاذ، قومی کونسل برائے اقلیتی حقوق کے قیام اور پالیسی برائے مذہبی رواداری مرتب کرنے کا حکم جاری کیا گیا ہے، مگر حکومت کی جانب سے عدالتی فیصلے پر عملدرآمد غیر تسلی بخش ہے۔ لہذا عدالتی احکامات پر موثر عملدرآمد کے لیے وفاقی و صوبائی سطح پر خصوصی کمیٹیاں تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو عدالت میں حکومت کی جانب سے بروقت رپورٹنگ اور سرکاری اداروں کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات کی نگرانی کریں۔



جمعیت علمائے اسلام (ف) کی رکن قومی اسمبلی آسیہ ناصر نے کہا کہ قائد اعظم کا خطاب رہنما اصولوں کا مجموعہ ہے جسے اقلیتوں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کا ضامن قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ قائد اعظم کے بعد اُن کے جانشینوں نے اُن کے اقوال کو فراموش کر دیا۔ بحیثیت قوم ہمیں ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہوئے اپنے طرز خیال اور رویوں میں مثبت تبدیلی لانے اور قومی پرچم سر بلند کرنے کے لیے مل کر جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلم لیگ نواز کے رکن پنجاب اسمبلی اور پارلیمانی سیکرٹری طارق گل نے کہا کہ قیام پاکستان کے مخالفین نے نعرہ بلند کیا تھا کہ جو مانگے گا پاکستان، اُس کو ملے گا قبرستان۔ جس کے جواب میں اقلیتی لیڈران نے نعرہ لگایا تھا کہ پاکستان بنائیں گے، سینے پر گولی کھائیں گے۔ مذہبی اقلیتوں نے تخلیق پاکستان اور تعمیر پاکستان میں اہم کردار ادا کیا ہے لہذا قائد اعظم کے آدرش کی روشنی میں مذہبی اقلیتوں کے لیے مساوی حقوق کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔



جسٹس (ر) ناصرہ جاوید اقبال نے کہا کہ برصغیر کی مذہبی اقلیتوں کے تعاون سے ہی پاکستان معرض وجود میں آیا تھا مگر نئے وطن میں اکثریت اور اقلیت کی بنیاد پر تمیز کی جاتی ہے حالانکہ پاکستان کی اکثریت اور اقلیت دونوں متحدہ ہندوستان میں اقلیت تھیں جن کی تحریک پاکستان میں جدوجہد اور قربانیاں شامل ہیں۔ اب بھی موقع ہے کہ مثبت سوچ اپناتے اور تمام تفرقات بھلاتے ہوئے قائد اعظم کے نصب العین کی روشنی میں ملک کی از سر نو تشکیل کی جائے جہاں شہری بلا تخصیص عقیدہ برابر ہوں اور ملکی سہولیات اور مواقع سے یکساں طور پر فیض یاب ہوں۔

مسلم لیگ نواز کے رکن پنجاب اسمبلی کاظمی رام نے کہا کہ قومی پرچم میں سفید رنگ اقلیتوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ قیام پاکستان کے وقت اقلیتوں کے ووٹ کی وجہ سے موجودہ پنجاب پاکستان میں شامل ہوا کیونکہ اقلیتی لیڈران کو قائد اعظم کی جانب سے پاکستان میں مساوی بنیادوں پر حقوق کی فراہمی کی یقین دہانی کروائی گئی تھی لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ شہریوں کی مساوی حیثیت و حقوق کو تسلیم کیا جائے۔

پاکستان تحریک انصاف کی رکن پنجاب اسمبلی شہیناز روت نے کہا کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے زیر انتظام کئی تعلیمی ادارے 70ء کی دہائی میں تو میاے گئے جس کی وجہ سے اقلیتی نوجوان تعلیم کے میدان میں پیچھے رہ گئے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اقلیتی طلباء کے لیے اعلیٰ تعلیم کی کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کوٹہ متعارف کروایا جائے تاکہ اقلیتی نوجوان زبوری تعلیم سے آراستہ ہو کر ملازمت کوٹہ سے مستفید ہو سکیں نیز ملازمت کوٹہ کے بہتر نفاذ کے لیے ایک انتظامی ادارہ بذریعہ قانون سازی تشکیل دیا جائے جس کے پاس وسائل اور اختیارات کے علاوہ شکایات کے ازالہ کا نظام موجود ہو۔

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی رکن کشور شاہین اعوان نے کہا کہ ملک کے تمام شہری مساوی حقوق و حیثیت کے حامل پاکستانی ہیں خواہ اُن کا تعلق مختلف عقائد سے ہو۔ پاکستان کے بہتر مستقبل کے لیے تمام شہریوں کا بلا تفریق ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ ڈالنا ضروری ہے۔ 11 اگست محرم طبقات کو درپیش مسائل کو سامنے لانے، حکومتی اقدامات پر نظر ثانی کرنے اور تجدید عہد کا دن ہے تاکہ قائد کے فرمان کی روشنی میں مسائل کو حل کرنے کے لیے درست سمت میں جدوجہد کی جاسکے۔

ممتاز صحافی امتیاز عالم نے کہا کہ قرارداد 1940ء میں اقلیتوں کے مفادات و حقوق کے تحفظ پر اتفاق کیا گیا تھا کہ وحدتوں (پاکستان، ہندوستان) اور ہر علاقائی آئین میں اقلیتوں کے مذہبی، اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی مفادات اور انتظامی اور دیگر حقوق کے تحفظ کی خاطر موثر، معقول، لازمی یقین دہانیاں اور تحفظات شامل ہوں گے۔ قرارداد مقاصد 1949ء کی مخالفت میں اقلیتی اراکین کے ووٹ کے باوجود دستور ساز اسمبلی نے اسے منظور کیا جو مذہبی بنیاد پر اوچ نیچ کی حمایت کرتی ہے

اور قائد اعظم کے فرمودات اور قراردادِ لاہور سے یکسر متضاد ہے۔ انھوں نے کہا کہ پاکستانیوں کو ایک قوم بنانے کے لیے قائد اعظم کے خطاب میں قومی تعمیر، مساوی شہریت اور رواداری کا تصور موجود ہے، لہذا آئین پاکستان کے دیباچہ میں قراردادِ مقاصد کی بجائے قائد اعظم کے 11 اگست 1947ء کے خطاب کو شامل کیا جائے۔



پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما قمر الزماں کاٹرہ نے کہا کہ مہذب اقوام کی ترقی کا راز معاشروں کو بہتر کرنے کے لیے بلا تفریق جدوجہد کرنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ قائد اعظم نے اپنے تاریخی خطاب میں مستقبل میں پاکستان کو پیش آنے والے مسائل مثلاً تعصبات، اقراب پروری، بدعنوانی، رشوت، قانون کی حکمرانی سے روگردانی، بددیانتی اور ان کے حل کے لیے مددگار رہنما اصولوں کا تذکرہ کیا۔ اگر ریاست پاکستان قائد اعظم کے تفویض کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہو تو تمام شہری مساوی حقوق سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ انھوں نے تجویز دی کہ قائد اعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کو نصاب میں شامل کیا جائے۔



متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے سربراہ ڈاکٹر فاروق ستار نے کہا کہ قیام پاکستان سے تین روز قبل قائد اعظم نے 11 اگست 1947ء کے خطاب میں نئی ریاست اور آئینی ڈھانچہ کے خدوخال واضح کئے۔ قائد اعظم کے فرمودات کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے پاکستانی قوم مختلف شناختوں کی بنیاد پر تعصبات کا شکار ہے۔ لہذا ملک میں شہریوں کی مساوی حیثیت کو بحال کرنے کے لیے اقلیتی کارکنوں کو سیاسی جماعتوں کی فیصلہ ساز کمیٹیوں میں نمائندگی دی جائے، آئین پاکستان کو امتیازات سے پاک کیا جائے، نیز قائد اعظم کی تقریر کو دستور پاکستان میں شامل کیا جائے۔

ادارہ برائے سماجی انصاف کے چیئر پرسن اور ممتاز صحافی وجاہت مسعود نے کہا کہ بابائے قوم شہریوں کو اکثریت اور اقلیت کی بجائے ایک قوم جبکہ پاکستان کو ایک ایسی مملکت بنانے کے خواہاں تھے جہاں شہری بلا امتیاز مذہبی آزادی اور مساوی حقوق سے مستفید ہوں۔ انھوں نے کہا کہ قراردادِ مقاصد 1949ء اور قائد اعظم کا 11 اگست 1947ء کا خطاب بیک وقت دستور پاکستان کا حصہ کیسے بن سکتے ہیں یہ ایک بحث طلب سوال ہے کیونکہ دونوں دستاویزات ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔

آخر میں ڈاکٹر یعقوب خان بگلش نے درج ذیل قرارداد پیش کی جس کو تمام شرکاء نے اتفاق رائے سے منظور کیا:-

- ☆ قانون و پالیسی سازی میں رہنمائی کے لیے قائد اعظم کے 11 اگست 1947ء کے خطاب کو آئین پاکستان کے دیباچہ میں شامل کیا جائے۔
- ☆ قائد اعظم کے مساوی حقوق کے آدرش کی روشنی میں پاکستان کے سیاسی و ریاستی ڈھانچے بالخصوص آئین پاکستان میں اصلاحات متعارف کروائی جائیں جو ریاستی نظام اور معاشرے میں ہر قسم کی اونچ نیچ کے سلوک کو جرم قرار دے۔
- ☆ قومی تعلیمی پالیسی، تعلیمی نظام اور درسی کتب میں عقیدے کی بنیاد پر تعصبات اور امتیازات کا خاتمہ کیا جائے، خصوصاً نفرت انگیزی پر مبنی مواد کو خارج کیا جائے۔
- ☆ مساوی شہری حقوق کی فراہمی، مذہبی منافرت اور مذہبی امتیاز کو ختم کرنے کے لیے سرکاری پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور اقلیتوں کی قومی دھارے میں موثر نمائندگی کے لیے مذہبی، لسانی، نسلی اور قومی شناختوں کو تسلیم کرتے ہوئے مساوی سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی حقوق کے تحفظ و نفاذ کے لیے اقدامات کئے جائیں۔

معلوماتی مواد

قومی یوم اقلیت کی مناسبت سے فلائر بعنوان "الف اقلیت سے ع عقلیت تک: لفظ اور معنی کا سفر" اقلیت کی اصطلاح کو علمی اور عملی دونوں طرح سے پرکھنے اور عام فہم انداز سے سمجھنے کے لیے تیار کیا گیا جبکہ پمفلٹ بعنوان "قائد اعظم کے 11 اگست کے خطاب میں کیا خاص بات ہے؟" میں شہریوں کے مساوی حقوق، مذہبی آزادی اور بقائے باہمی سے متعلق بانی پاکستان کے آدرش کی وضاحت کی گئی۔ متذکرہ تحریکی تفصیل ادارہ کی ویب سائٹ یا فیس بک پیج پر ملاحظہ فرمائیں۔

فون نمبر: 042-36661322
ای میل: info@csjpak.org
ویب سائٹ: www.csjpak.org
فیس بک: Centre for Social Justice
ٹویٹر: @csjpak

PRINTED MATTER

منجانب:

ادارہ برائے سماجی انصاف

E-58، گلی نمبر 8، آفیسر کالونی، والٹن روڈ، کینٹ، لاہور

نام

پتہ